احوال و آثار

سراج الہند

حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب: خلیل احمد رانا

ناشر

ادارہ معارف نعمانیہ

۳۲۳۔ شاد باغ لاہور۔ پاکستان

احوال و آثار

سِراجُ الہند

کا مجموعہ

حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب : خلیل احمد رانا

اِدارۂ معارفِ نعمانیہ
شادباغ لاہور پاکستان

سلسلہ اشاعت نمبر ۹۶

نام کتاب ________ سراج الہند (علیہ الرحمۃ)

ترتیب ________ خلیل احمد رانا

کاتب ________ ابو کلیم فانی خانیوال

صفحات ________ ۸۴

مطبع ________ شرکت پرنٹنگ پریس

سن طباعت ________ رجب المرجب ۱۴۱۸ھ

تعداد بار اول ________ ۱۱۰۰

ناشر ________ ادارہ معارف نعمانیہ لاہور

ہدیہ ________ دعائے خیر

نوٹ

شائقین حضرات ۶/= روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کر کے طلب کریں۔

ملنے کا پتہ

ادارہ معارف نعمانیہ

۳۲۳۔ شادباغ لاہور ۵۴۹۰۰ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد باری تعالیٰ

اَلْحَمْدُ لِلْمُتَوَحِّدْ
بِجَلَالِهِ الْمُتَفَرِّدْ
وَصَلٰوتُهٗ دَوْمًا عَلٰی
خَیْرِ الْاَنَامِ مُحَمَّدْ

حضرت رضا بریلوی

اُس خدائے یکتا کی حمد و ثنا
جو اپنے جلال میں یکتا و یگانہ ہے
تمام مخلوق میں سب سے اعلیٰ انسان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
پر خدا کی رحمت ہمیشہ ہمیش نازل ہوتی رہے!

نعت شریف

واہ! لطف و جود حضرتِ احمدِ مختار کا
مرتبہ اللہ اکبر سیّدِ ابرار کا

خار گستر راہ میں دشمن ہوئے صابر تھے آپ
اللہ اللہ صبر حضرت مجتبیٰ مختار کا

اے خوشا! شانِ شجاعت صاحبِ معراج کی
کپکپایا حوصلہ ہر ایک دل آزار کا

ہیں شفیع عاصیاں روزِ قیامت آپ ہی
اذن ہے یہ آپ ہی کو حضرتِ غفار کا

میرے دل میں آنکھ میں ہیں آپ ہی جلوہ فگن
ہے بہر جانب اجالا آپ کے انوار کا

رونق افزا فرحت افزا ہے جہاں میں ہر طرف
آپ ہی کے حسن سے ہر صحن لالہ زار کا

جو بھی آیا آپ کے در پر ہوا وہ بامراد
آپ نے بھر دیا دامن ہر اک نادار کا

یا حبیبِ کبریا! بے چین پر لطف و کرم
حال بدلیں ناگوارِ زیست کے اطوار کا

(ماخوذ "نیر حرم" از حضرت بے چین رجپوری مدظلہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سراج الہند، حجۃ اللہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی قدس سرہٗ ابن شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی قدس سرہٗ ۲۵ رمضان المبارک ۱۱۵۹ھ / ۱۷۴۶ء کو جمعہ کے دن دہلی میں پیدا ہوئے، تاریخی نام "غلام حلیم" ہے۔ جس کے ۱۱۵۹ اعداد بنتے ہیں، آپ کا سلسلۂ نسب ۳۴ واسطوں سے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اس طرح منتہی ہے۔

مولانا شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ بن شاہ عبدالرحیم بن وجیہ الدین شہید بن معظم بن منصور بن احمد بن محمود بن قوام الدین عرف قوازن بن قاضی قاسم بن قاضی کبیر عرف قاضی بدھا بن عبدالملک بن قطب الدین بن کمال الدین ابن شمس الدین المفتی عرف قاضی پران بن شیر ملک بن عطا ملک بن ابوالفتح ملک بن عمر والحاکم مالک بن عادل ملک بن فاروق بن جرجیس بن احمد بن محمد شہریار بن عثمان بن ہامان بن ہمایوں بن قریش بن سلیمان بن عفان بن عبداللہ ابن محمد بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین[1]۔

آپ نے بچپن ہی میں قرآن کریم حفظ کر لیا تھا، پہلے سال جب قرآن

---

[1] نواب مبارک علی خان، کمالات عزیزی، مرتبہ مولوی ظہیر الدین سید احمد ولی اللّٰہی دہلوی، سال تالیف ۱۲۸۹ھ / ۱۸۷۲ء، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۲ء، ص ۸

مجید سنایا، نماز تراویح ختم ہوئی تھی کہ ایک سوار بہت خوب زرہ بکتر وغیرہ لگائے برچھا ہاتھ میں لیے تشریف لائے اور کہا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف رکھتے ہیں؟ جو لوگ وہاں بیٹھے تھے سب اُٹھ کر دوڑے اور اس سوار کو گھیر لیا اور پوچھا کہ حضرت یہ آپ کیا فرما رہے ہیں اور آپ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا، میرا نام ابوہریرہ ہے، جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ہم عبدالعزیز کا کلام مجید سننے چلیں گے، پھر مجھے ایک کام کے واسطے بھیج دیا، اس لیے میں دیر سے یہاں پہنچا ہوں، اتنی بات کی اور غائب ہو گئے۔[1]

پندرہ سال کی عمر میں اپنے والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۱۷۶ھ / ۱۷۶۲ء) سے تمام علوم عقلیہ و نقلیہ اور کمالات ظاہری و باطنی سے فراغت حاصل کی، بعض کتب حدیث کی سند اپنے والد ماجد کے اجل تلامذہ حضرت شاہ محمد عاشق پھلتی رحمۃ اللہ علیہ[2] اور خواجہ امین اللہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ[3] سے لی، علم فقہ اپنے خسر مولوی نور اللہ علیہ الرحمۃ سے حاصل کیا۔

---

[1] نواب مبارک علی خاں، کمالات عزیزی، مرتبہ مولوی ظہیر الدین سید احمد ولی اللٰہی ص: ۱۹

[2] شاہ محمد عاشق بن شاہ عبید اللہ بن شاہ محمد صدیقی رحمہم اللہ تعالیٰ، ۱۱۱۱ھ میں پھلت (ضلع مظفرنگر، صوبہ اتر پردیش، بھارت) میں پیدا ہوئے، آپ شاہ ولی اللہ دہلوی کے ممیرے بھائی تھے آپکو بچپن ہی سے علم حاصل کرنے کا شوق تھا، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کی، ۱۱۴۴ھ میں حج و زیارت سے فارغ ہو کر شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کے ساتھ حرمین میں شیخ ابوطاہر کردی مدنی علیہ الرحمۃ سے حدیث پڑھی شیوخ حجاز سے صحیح بخاری اور سنن دارمی کے درس میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے شریک رہے۔

آپ نے دوران تعلیم شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ سے بیعت کرلی تھی اور مسجد الحرام میں میزاب

آپ تمام علوم ظاہری و باطنی کے جامع تھے۔ صاحب زہد و تقویٰ تھے۔ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے۔ لے

بیعت حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ

ایک مرتبہ عالم رویاء میں آپکو حضرت علی المرتضیٰ اسد الغالب کرم اللہ وجہہٗ کی حضوری حاصل ہوئی، آپ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بیعت کر کے فیض یاب ہوتے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ (اے عبد العزیز) فلاں شخص نے ایک کتاب ہماری مذمت میں پشتو زبان میں لکھی ہے،

(بقیہ حاشیہ ص ۳) رحمت کے نیچے بیعت ثانیہ بھی کی۔ علم و معرفت میں آپ نے وہ مقام حاصل کیا جو شاہ صاحب کے شاگردوں میں کسی اور کو حاصل نہیں ہو سکا۔ آپ کا مستقل قیام پھلت ہی میں رہا، مگر تحصیل علم کے عہد کے علاوہ بھی بکثرت دہلی آتے جاتے رہے، ہر سال ماہِ صیام میں دہلی آکر شاہ صاحب کے ساتھ معتکف رہتے تھے، شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ سے مسلسل مراسلت کرتے رہتے تھے، شاہ صاحب کے مسودات کی تبییض کے علاوہ ان کے مختلف شذرات کی جمع و ترتیب بھی عمر بھر بڑے اہتمام اور ذوق و شوق سے کرتے رہے، شاہ صاحب کے مکاتیب کو محفوظ رکھتے تھے، آپ شاہ صاحب کے ادا شناس، اسرار و رموز کے ترجمان و امین تھے، آپ کی تصانیف سبیل الرشاد، شرح الخیر الکثیر، درایات الاسرار، شرح اعتصام الامین، کشف الحجاب، تذکرۃ الواقعات، مکاتیب شاہ ولی اللہ، القول الجلی فی ذکر آثار ولی، مشہور ہیں۔ آپ کی وفات ۱۱۸۷ھ میں ہوئی۔

۲ے خواجہ امین اللہ کشمیری، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے ممتاز شاگردوں میں سے تھے۔ شاہ صاحب نے بعض رسالے ان کی خاطر تصنیف کئے، ۱۱۸۷ھ میں وفات پائی۔ لے مولوی رحمان علی، تذکرہ علماءِ ہند، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۱ء ص ۳۰۲

اس کے باپ کا نام، مقامِ سکونت اور کتاب کا نام بھی ظاہر فرمایا، آپ نے عرض کی، حضور! میں پشتو زبان نہیں جانتا ہوں، حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا! کچھ مضائقہ نہیں، آپ خواب سے بیدار ہوتے بعد تلاش کتاب دستیاب ہوئی تو آپ نے اس کا جواب پشتو زبان میں لکھ کر بھیلایا۔" لے

کشفِ باطن

کشفِ باطن آپ کا ایسا تھا کہ جب نماز جمعہ کے واسطے جامع مسجد میں تشریف لے جاتے تو عمامہ آنکھوں پر رکھ لیتے، شیخ فصیح الدین نے جو کہ اکثر آپ کی خدمت میں رہتے تھے، عرض کیا! کہ حضرت اس کی کیا وجہ ہے جو آپ اس طرح رہتے ہیں، آپ نے اپنی کلاہ اُتار کر ان کے سر پر رکھ دی، وہ فوراً بیہوش ہو گئے، جب دیر بعد افاقہ ہوا تو عرض کیا کہ سو، سوا سو لوگوں کی شکل آدمی کی تھی باقی کوئی ریچھ، کوئی بندر اور کوئی خنزیر کی شکل تھا، اس وقت مسجد میں پانچ چھ ہزار آدمی تھے۔ حضرت شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ نے فرمایا! میں کس کی طرف دیکھوں، اسی باعث نہیں دیکھتا۔ ٢ے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵) مولوی فقیر محمد جہلمی، حدائق الحنفیہ، مطبوعہ لاہور ۱۳۰۸ھ صفحہ ۴۸۷

مولانا عبد الاول جونپوری، مفید المفتی، مطبوعہ ملتان، ۱۳۱۱ھ، صفحہ ۱۲۱

لے نواب مبارک علی خاں، کمالاتِ عزیزی، سال تالیف ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء مرتبہ مولوی ظہیر الدین سید احمد ولی اللّٰہی دہلوی، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۲ء، صفحہ ۱۶

٢ے نواب مبارک علی خاں، کمالاتِ عزیزی، سال تالیف ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء مرتبہ مولوی ظہیر الدین سید احمد ولی اللّٰہی دہلوی، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۲ء، صفحہ ۲۱

آپ کی ذات سے برصغیر پاک و ہند میں علوم اسلامیہ خصوصاً تفسیر و حدیث کا بڑا چرچا ہوا۔ سر سید احمد خاں علی گڑھی لکھتے ہیں:

علمائے متبحر اور فضلائے مقتضی المرام باوجود نظر غائر اور احاطہ جزئیات مسائل کے، جب تک اپنا سمجھا ہوا حضرت کی خدمت میں عرض نہ کر لیتے تھے اس کے اظہار میں لب کو وا نہ کرتے تھے اور اس کے بیان میں زبان کو جنبش نہ دیتے تھے۔ حافظہ آپ کا نسخہ لوح تقدیر تھا، بارہا اتفاق ہوا کہ کتب غیر مشہورہ کی اکثر عبارات طویل اپنی یاد کے اعتماد پر طلباء کو لکھوا دیں اور جب اتفاقاً کتابیں دستیاب ہوئیں تو دیکھا گیا کہ جو عبارت آپ نے لکھوا دی تھی اس میں من و عن کا فرق نہ تھا۔ [1]

تلامذہ

جب آپ مسند درس و تدریس پر رونق افروز ہوتے تو شائقین علم نے دور دور سے آکر آپ سے اکتساب علم کیا، آپ کا سلسلہ تلمذ بہت وسیع ہوا، چند نام یہ ہیں:

شاہ عبد القادر دہلوی (م ۱۲۳۰ھ)	شاہ رفیع الدین دہلوی (م ۱۲۳۳ھ)
مولانا ظہور الحق پھلواری [2] (م ۱۲۳۴ھ)	مخدوم سید آل رسول مارہروی (م ۱۲۴۹ھ)
شاہ عبد الرؤف نقشبندی (م ۱۲۴۹ھ)	شاہ ابو سعید دہلوی (م ۱۲۵۰ھ)
شاہ عبد الغنی پھلواری (م ۱۲۷۲ھ)	شاہ مخصوص اللہ دہلوی (م ۱۲۷۳ھ)
شاہ احمد سعید مجددی دہلوی (م ۱۲۷۷ھ)	مولانا فضل حق خیرآبادی (م ۱۲۷۸ھ)
مفتی صدر الدین آزردہ دہلوی م ۱۲۸۵ھ	شاہ سلامت اللہ کشفی بدایونی (م ۱۲۸۱ھ)

---

[1] مولوی محمد اسماعیل پانی پتی، مقالات سرسید، حصہ شانزدہم مطبوعہ لاہور ۱۹۶۵ء ص ۲۷۵

[2] موصوف بخاری شریف کے حافظ تھے۔ (قادری غفرلہ)

شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی (م ۱۳۱۳ھ) لہ

تصانیف

آپ کی تصانیف میں سے چند نام یہ ہیں:

۱۔ تفسیر فتح العزیز ۲۔ تحفہ اثنا عشریہ
۳۔ سر الشہادتین ۴۔ بستان المحدثین
۵۔ عجالہ نافعہ ۶۔ حاشیہ القول الجمیل
۷۔ سر الجلیل فی مسئلہ التفضیل ۸۔ وسیلہ نجات
۹۔ عزیز الاقتباس فی فضائل اخیار الناس ۱۰۔ رسالہ فیض عام
۱۱۔ اصول مذہب حنفی ۱۲۔ حاشیہ صدرا
۱۳۔ حاشیہ میرزاہد امور عامہ ۱۴۔ تحقیق الرویاء
۱۵۔ میزان البلاغت ۱۶۔ میزان العقائد
۱۷۔ حاشیہ علی المقدمہ السنیہ ۱۸۔ مایجب حفظہ للناظر
۱۹۔ الاحادیث الموضوعہ ۲۰۔ فتاوی عزیزی
۲۱۔ ملفوظات عزیزی ۲۲۔ تضمین قصیدہ شاہ ولی اللہ وغیرہ ۲ے

بعض لوگوں نے آپ کی زندگی ہی میں آپ کی کتابوں میں تحریف کر دی تھی، چنانچہ شاہ ولی اللہ دہلوی خاندان پر تحقیق میں سند کا درجہ رکھنے والے مشہور اہل علم حکیم محمود احمد برکاتی صاحب لکھتے ہیں۔

"شاہ عبد العزیز نے "تحفہ اثنا عشریہ" کی تالیف سنہ ۱۲۰۴ھ / سنہ ۱۷۹۰ء میں مکمل کی اور اس کی اشاعت سنہ ۱۲۱۵ھ / سنہ ۱۷۹۹ء میں کلکتہ سے ہوئی تھی اور

لہ محمود احمد قادری، تذکرہ علماء اہلسنت، مطبوعہ مظفر پور (بہار، بھارت) سنہ ۱۳۹۱ھ ص ۱۲
۲ے حکیم محمود احمد برکاتی، شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان، مطبوعہ لاہور سنہ ۱۹۷۶ء، ص ۱۵۳

اس کے فوراً بعد تحفہ کی عبارت میں تحریف کے سلسلے کا آغاز ہو گیا، ایک معتقد نے لکھنؤ سے ایک ایسی محرفہ اور خلاف عقیدہ اہلِ سنت عبارت "تحفہ" کے ایک نسخہ میں دیکھ کر شاہ صاحب کی خدمت میں عریضہ لکھ کر خلش دور کرنے کی درخواست کی تو شاہ صاحب نے جواب میں تحریر فرمایا کہ :۔

وتعریضات در باب معاویہ رضی اللہ عنہ ازیں فقیر واقع نشدہ اگر نسخہ از تحفہ اثنا عشریہ یافتہ شد الحاق کسے خواہد بود کہ بنا بر فتنہ انگیزی وکید و مکر کہ بنا مذہب ایشان یعنی گروہ رفضہ از قدیم بر ہمیں امور است ایں کار کردہ باشد چنانچہ بسمع فقیر رسیدہ کہ الحاق شروع کردہ اند اللہ خیر حافظا وایں تعریضات در نسخ معتبرہ البتہ یافتہ نخواہد شد۔

ترجمہ : اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر چوٹیں میں نے نہیں کیں، اگر تحفہ اثنا عشریہ کے کسی نسخے میں ایسی عبارتیں ہیں تو وہ کسی نے اپنی طرف سے بڑھا دی ہوں گی۔ کیونکہ روافض کے مذہب کی بنیاد ہی شروع ہی سے فتنہ انگیزی اور مکر و فریب ہے، یہ کام بھی انہوں نے کیا ہوگا۔ چنانچہ میں نے سنا ہے کہ تحفہ میں بھی انہوں نے الحاق شروع کر دیا ہے۔"

(فضائل صحابہ و اہلِ بیت مع مقدمہ پروفیسر محمد ایوب قادری طبع لاہور) [1]

۱۰ قاری عبدالرحمٰن پانی پتی (م ۱۳۱۴ھ / ۱۸۹۶ء) شاگرد رشید شاہ محمد اسحاق دہلوی المتوفی ۱۲۶۲ھ / ۱۸۴۵ء اپنی کتاب "کشف الحجاب" میں لکھتے ہیں:

"اور ایسا ہی ایک اور جعل (غیر مقلدین) کرتے ہیں کہ سوال کسی مسئلہ کا بنا کر اور اس کا جواب موافق اپنے مطلب کے لکھ کر علمائے

---

[1] حکیم محمود احمد برکاتی، شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان، مطبوعہ لاہور، ص ۵۷

سابقین کے نام سے چھپواتے ہیں، چنانچہ بعض مسئلے مولانا شاہ عبدالعزیز کے نام سے اور بعض مسئلے مولوی حیدر علی کے نام سے علیٰ ہٰذا القیاس چھپواتے ہیں“[1]

علامہ ابوالحسن زید فاروقی دہلوی (م ۱۹۹۳ء) کتاب ”القول الجلی“ کے مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں:

”افسوس مولوی اسمٰعیل کے پیروان اس کام میں بہت بڑھ گئے ہیں، حضرت شاہ ولی اللہ، حضرت شاہ عبدالعزیز کی تحریرات و مکتوبات، حضرت شاہ عبدالقادر کا ترجمہ قرآن اور ان کی کتابیں حضرت مجدد الف ثانی، ان کی اولاد، حضرت شاہ غلام علی، حضرت شاہ علم اللہ رائے بریلوی اور دیگر اکابرین کے احوال میں بہت سی تحریفات کر کے محمد بن عبدالوہاب نجدی اور مولوی اسمٰعیل کا ہمنوا سب کو قرار دیا، اللہ تعالیٰ اس کتاب ”القول الجلی“ کو ان لوگوں سے محفوظ رکھے اور یہ کتاب بلا کسی تصرف کے چھپے“[2]

شاہ ولی اللہ دہلوی کے خاندان کے ایک فرد اور ان کی تصانیف کے مشہور ناشر ظہیر الدین سید احمد ولی اللّٰہی نبیرۂ شاہ رفیع الدین دہلوی، جنہوں نے شاہ ولی اللہ دہلوی کی تصانیف کی بڑی تعداد طبع و شائع کر کے وقف عام کی ہے، انہوں نے سب سے پہلے اسی طرف توجہ دلائی، چنانچہ وہ شاہ ولی اللہ صاحب کی ایک کتاب ”تاویل الاحادیث فی رموز قصص الانبیاء“ کے آخر میں لکھتے ہیں:

”بعد حمد و صلوٰۃ کے بندہ محمد ظہیر الدین عرف سید احمد اول گزارش کرتا ہے بیچ خدمت شائقین تصانیف حضرت مولانا شاہ ولی اللہ

---

[1] قاری عبدالرحمٰن پانی پتی، کشف الحجاب، مطبوعہ لکھنؤ ۱۲۹۸ھ، ص ۹ (چند سال ہوئے اس رسالہ کو مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان، کراچی نے حکیم محمود احمد برکاتی صاحب کی تقدیم کے ساتھ شائع کر دیا ہے۔) [2] شاہ ابوالحسن زید فاروقی، مقدمہ قول الجلی (فارسی) طبع دہلی ۱۹۸۹ء ص ۵۵

صاحب و مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا آجکل بعض لوگوں نے بعض تصانیف کو اس خاندان کی طرف منسوب کر دیا ہے اور درحقیقت تصانیف اس خاندان میں سے کسی کی نہیں۔ اور بعض لوگوں نے جو ان کی تصانیف میں اپنے عقیدے کے خلاف بات پائی تو اس پر حاشیہ جڑا اور موقعہ پایا تو عبارت کو تغیر و تبدل کر دیا، تو میرے اس کہنے سے یہ غرض ہے کہ جو اب تصانیف ان کی چھپیں، اچھی طرح اطمینان کر لیا جاتے جب خریدنی چاہیں"۔[۱]

• حضرت شاہ رؤف احمد رافت نقشبندی مجددی مصطفےٰ آبادی[۲] رحمۃ اللہ علیہ،

---

[۱] پروفیسر محمد ایوب قادری، مضمون، شاہ ولی اللہ دہلوی کی منسوب تصانیف، ماہنامہ "الرحیم" حیدرآباد، سندھ، ش جون ۱۹۶۴ء، ص ۲۰ بحوالہ تاویل الاحادیث فی رموز قصص الانبیاء، از شاہ ولی اللہ دہلوی، مطبوعہ مطبع احمدی کلاں محل متعلق مدرسہ عزیزی دہلی باہتمام ظہیر الدین ولی اللّٰہی (سال طباعت ندارد)۔

[۲] شاہ رؤف احمد رافت ابن شاہ شعور احمد ۴ر محرم الحرام سنہ ۱۲۰۱ھ / ۱۷۸۶ء کو رام پور (یوپی، بھارت) میں پیدا ہوئے، ظاہری علوم کی تحصیل شاہ عبدالعزیز دہلوی سے کی، خرقہ خلافت شاہ غلام علی دہلوی سے پایا، اور بھوپال مقیم ہو گئے، اردو میں قرآن کی تفسیر رؤفی لکھی جس کا آغاز ۱۲۳۹ھ میں ہوا اور ۱۲۴۸ھ میں اختتام ہوا۔ اپنے مرشد کے ملفوظات "درالمعارف" کے نام سے لکھے، دیوان رافت (ہندی فارسی)، مثنوی اسرار غیب، مراتب الوصول، معراج نامہ، مثنوی یوسف زلیخا، جواہر علویہ، رسالہ صادقہ، مصدوقہ، سلوک العارفین، شراب رحیق، ارکان اسلام، بھی آپ کی تصانیف ہیں۔ آپ مفسر، محدث اور فقیہ تھے۔ آپ شاہ ابوسعید دہلوی (م سنہ ۱۲۵۰ھ) کے خالہ زاد بھائی تھے، بھوپال سے حج کے لیے گئے تو یلملم کے قریب ۱۲۴۹ھ / ۱۸۳۳ء میں وصال ہوا۔ دارالمعارف فارسی مطبوعہ ترکی اور حدائق الحنفیہ مطبوعہ لاہور میں تاریخ وصال سنہ ۱۲۵۳ھ لکھی ہے۔ تفصیلی حالات کے لئے دیکھئے:

(بقیہ صہ ۱۲)

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی اولاد میں سے تھے اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے، آپ نے تفسیر عزیزی کی ایک عبارت کو الحاقی قرار دیا، لکھتے ہیں:

"جاننا چاہیئے کہ تفسیر فتح العزیز میں کسی عدو نے الحاق کر دیا ہے اور یوں لکھا ہے کہ اگر کسی بکری کو غیر کے نام سے منسوب کیا ہو تو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرنے سے وہ حلال نہیں ہوتی اور غیر کے نام کی تاثیر اس میں ایسی ہو گئی ہے کہ اللہ کے نام کا اثر ذبح کے وقت حلال کرنے کے واسطے بالکل نہیں ہوتا، سو یہ بات کسی نے ملا دی ہے۔"

خود مولانا و مرشدنا حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کبھی ایسا سب مفسرین کے خلاف نہ لکھیں گے اور ان کے مرشد اور استاد اور والد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے فوز الکبیر فی اصول التفسیر میں "ما اُہلّ" کا معنی "ما ذُبح" لکھا ہے، یعنی ذبح کرتے وقت جس جانور پر بت کا نام لیوے سو حرام اور مردار کے جیسا ہے اور بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا سو کیونکر حرام ہوتا ہے۔

بعضے نادان تو حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مولد شریف کی نیاز، حضرت پیران پیر کی نیاز اور ہر ایک شہداء اولیاء کی نیاز فاتحہ کے کھانے کو بھی حرام کہتے ہیں اور یہ آیت دلیل لاتے ہیں کہ غیر خدا کا نام جس پر لیا گیا سو حرام ہے، واہ واہ کیا عقل ہے ایسا کہتے ہیں اور پھر جا کر نیاز فاتحہ کا کھانا بھی کھاتے ہیں۔"[۱]

مشہور محقق حکیم محمود احمد برکاتی صاحب لکھتے ہیں:

(بقیہ ص۱۱) تذکرہ علماء ہند از مولوی رحمٰن علی مطبوعہ کراچی ۱۹۶۱ء، تذکرہ کاملان رامپور مطبوعہ پٹنہ ۱۹۸۶ء۔

[۱] شاہ رؤف احمد رافت، تفسیر رؤفی، مطبع فتح الکریم بمبئی ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۶ء صفحہ ۱۳۹، ۱۷۰

Marfat.com

مولوی سید احمد ولی اللّٰہی نے شاہ عبد العزیز کے ملفوظات مطبوعہ میرٹھ کو جعلی بتایا ہے۔ (انفاس العارفین مطبوعہ مطبع احمدی دہلی، صفحہ آخر) ہماری ناقص رائے میں مولوی سید احمد کی یہ رائے کلیتہً تو صحیح نہیں ہے، ملفوظات شاہ صاحب کے ہی ہیں، مگر ان میں الحاق ضرور ہوا ہے اور بعض فحش اشعار اور فحش واقعات درج کر دیئے گئے ہیں۔ [۱]

اولاد

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد میں تین صاحبزادیاں تھیں۔ آپ کے ہاں کوئی نرینہ اولاد پیدا نہ ہوئی، تینوں صاحبزادیاں آپ کی زندگی میں وفات پا گئی تھیں۔ سب سے بڑی بیٹی کا عقد شاہ رفیع الدین کے بڑے بیٹے مولوی محمد عیسیٰ سے ہوا، دوسری بیٹی کا عقد شیخ محمد افضل محدث لاہوری سے ہوا۔ ان سے دو بیٹے مولانا محمد اسحاق اور مولانا محمد یعقوب پیدا ہوئے، تیسری صاحبزادی کا عقد آپ کی بیوی کے بھتیجے عبد الحیٔ بڈھانوی سے ہوا، لیکن ان سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ [۲]

وفات

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۷ شوال سنہ ۱۲۳۹ھ/ ۱۸۲۴ء کو وصال فرمایا، ۵۵ بار نماز جنازہ پڑھی گئی، ترکمان دروازہ کے باہر (قبرستان مہندیاں) میں اپنے والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ کے پہلو میں دفن ہوئے، حکیم مومن خاں مومن دہلوی نے تاریخ وفات کہی ہے

---

[۱] حکیم محمود احمد برکاتی، شاہ ولی اللہ اور اُن کا خاندان، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء صفحہ ۵۷

[۲] ڈاکٹر ثریا ڈار، شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اور ان کی علمی خدمات، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۱ء ص ۱۲۱

دست بیداد اجل سے بے سر و پا ہو گئے

فقر و دیں، فضل و ہنر، لطف و کرم، عمل و علم [1]

ق ی	ن ط	رل م
۳۹	۵	۱۲

---

[1] عبدالحلیم چشتی، فوائد جامعہ، مطبوعہ کراچی سنہ ۱۹۶۴ء، ص ۲۷۶

" شیخ محمد اکرام، رودِ کوثر، مطبوعہ لاہور سنہ ۱۹۸۷ء، ص ۵۹۵

" رحمٰن علی، تذکرہ علمائے ہند، مطبوعہ کراچی سنہ ۱۹۶۱ء، ص ۳۰۲

" محمود احمد برکاتی، شاہ ولی اللہ اور اُن کا خاندان، مطبوعہ لاہور سنہ ۱۹۷۶ء، ص ۱۵۱

مسلکِ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

استعانت

"ایاک نستعین" کے تحت فرماتے ہیں:

"دریں جا باید فہمید کہ استعانت از غیر بوجہے کہ اعتماد بر آں غیر باشد داو را مظہر عون الہٰی نداند حرام است و اگر التفات محض بجانب حق است و اُو را یکے از مظاہر عون دانستہ و نظر بکارخانہ اسباب و حکمت او تعالیٰ دراں نمود بغیر استعانت ظاہر نماید دُور از عرفان نخواہد بود و در شرع نیز جائز و روا است و انبیاء و اولیاء ایں نوع استعانت بغیر کردہ اند و در حقیقت ایں نوع استعانت بغیر نیست بلکہ استعانت بحضرت حق است لاغیر" [۱]

ترجمہ: اس جگہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ غیر سے اس طرح استعانت حرام ہے کہ اعتماد اس غیر پہ ہو اور اُسے اللہ تعالیٰ کی امداد کا مظہر نہ جانتے، اور اگر توجہ محض اللہ تعالیٰ کی طرف ہو اور اسے اللہ تعالیٰ کی امداد کا مظہر جانتے اور اللہ تعالیٰ کی حکمت اور کارخانۂ اسباب پر نظر کرتے ہوئے اس غیر سے ظاہری استعانت کرے تو یہ راہِ معرفت سے دُور نہ ہوگا اور شریعت میں جائز اور روا ہے۔ اس قسم کی استعانت انبیاء و اولیاء نے غیر سے کی ہے، درحقیقت استعانت کی یہ

---

[۱] شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، تفسیر عزیزی، پارہ اول (فارسی) مطبوعہ دہلی جلد ا ص ۸

یہ قسم غیر سے نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ ہی سے ہے۔"

سورۃ عبس، پارہ ۳۰ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"و از اولیائے مدفونین و دیگر صلحائے مومنین انتفاع و استفادہ جاری است و آنہا را افادہ و اعانت نیز مقصود" لے

ترجمہ: یعنی مدفون اولیائے کرام اور دیگر نیک مومنین سے نفع اٹھانے اور فائدہ حاصل کرنے کا سلسلہ اب بھی جاری ہے اور ان کو فائدہ پہنچانے کا تصور بھی پایا جاتا ہے۔"

سورۃ انشقت پارہ ۳۰ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"بعضے از خواص اولیاء اللہ را کہ آلہ جارحہ تکمیل و ارشاد بنی نوع خود گردانیدہ اند دریں حالت ہم تصرف در دنیا دادہ و استغراق آنہا بہ جہت کمال وسعت تدارک آنہا مانع توجہ بایں سمت نمے گردد و اویسیاں تحصیل کمالات باطنی از آنہا مے نمائندہ و ارباب حاجات و مطالب حل و مشکلات خود از آنہا مے طلبند و مے یابند و زبان حال دراں وقت ہم مترنم بایں مقالات است،

ع من آیم بجاں گر تو آئی بہ تن ۲ے

ترجمہ: بعض خاص اولیاء اللہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے محض اپنے بندوں کی ہدایت و ارشاد کے لیے پیدا کیا، ان کو اس حالت میں بھی اس عالم کے تصرف کا حکم ہوا ہے اور اس طرف متوجہ ہوتے ہیں ان کا استغراق بوجہ کمال وسعت تدارک انہیں روکتا ہے اور اویسی سلسلہ کے لوگ باطنی کمالات انہی سے حاصل کرتے ہیں حاجتمند اور اہل غرض لوگ اپنی مشکلات کا حل انہی سے چاہتے ہیں اور جو چاہتے ہیں وہ پاتے

لے شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، تفسیر عزیزی پارہ عم (فارسی) طبع مجتبائی دہلی ۱۲۱۳ھ ص ۵

۲ے " " " " " " " ص ۱۱۳

بھی ہیں اور زبانِ حال سے یہ ترنم سے پڑھتے ہیں: "اگر تم میری طرف بدن سے آوٴ گے تو میں تمہاری طرف جان سے آوٴں گا۔"

اہلِ قبور سے استمداد

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"اہلِ قبور میں سے بعض بزرگ کمال میں مشہور ہیں اور ان کا کمال متواتر طور پر ثابت ہے، ان بزرگوں سے استمداد کا طریقہ یہ ہے کہ اس بزرگ کی قبر کے سرہانے کی جانب قبر پر انگلی رکھے اور شروع سورۂ بقرہ سے مفلحون تک پڑھے، پھر قبر کی پائنتیوں کی طرف جاوے اور "اٰمن الرسول" آخر سورۃ تک پڑھے اور زبان سے کہے کہ اے میرے حضرت فلاں کام کے لئے درگاہِ الٰہی میں دُعا و التجا کرتا ہوں آپ بھی دعا کریں، پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے اپنی حاجت کے اللہ تعالیٰ سے دُعا و التجا کرے[1]

وسیلۂ عظمیٰ

"طبرانی نے معجم صغیر میں اور حاکم اور نعیم اور بیہقی نے حضرت امیر المؤمنین عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدم (علیہ السلام) سے یہ لغزش سرزد ہوئی اور اُن پر عتابِ الٰہی نازل ہوُا، توبہ قبول ہونے میں حیران تھے کہ اتنے میں اُن کو یاد آیا کہ مجھ کو جس وقت خُدا تعالیٰ نے پیدا کیا تھا اور رُوح خاص میرے اندر پھونکی تھی، اُس وقت میں نے اپنے سر کو عرش کی طرف اٹھایا تھا، اُس جگہ لکھا دیکھا: "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ قدر کسی شخص کی اللہ کے نزدیک برابر قدر اُس شخص کے نہیں کہ نام اُس

---

[1] شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، کمالاتِ عزیزی، مرتبہ ظہیر الدین دہلوی، مطبوعہ سعید کمپنی کراچی ۱۹۸۲ء ص ۸۴

کا اپنے نام کے ساتھ برابر رکھا ہے ، تدبیر یہ ہے کہ میں بحق اُسی شخص کے سوال مغفرت کر دوں ، پس دُعا میں کہا : اسئلک بحق محمد ان تغفرلی .... حق تعالیٰ نے ان کی بخشش کی اور وحی بھیجی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کہاں سے جانا تو نے ، انہوں نے تمام ماجرا عرض کیا ، حکم پہنچا کہ اے آدم ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سب پیغمبروں سے پچھلا پیغمبر ہے اور تیری اولاد میں سے ہے ، اگر وہ نہ ہوتے تو میں تجھ کو پیدا نہ کرتا۔" [1]

حاضر و ناظر

"ویکون الرسول علیکم شہیدا" کے تحت فرماتے ہیں :

"یعنی و باشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع است بنور نبوت بر رُتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت الایمان او رچیست و حجابے کہ بداں محجوب ماندہ است کدام است ، پس او مے شناسد گناہانِ شمارا و درجات ایمان شمارا و اخلاص و نفاق شمارا و لہذا شہادت او در دنیا و آخرت بہ حکم شرع در حق اُمّت مقبول و واجب العمل است۔" [2]

ترجمہ : یعنی تمہارے رسول تم پر گواہ ہیں کیونکہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نورِ نبوۃ سے ہر دین دار کے اس رتبہ پر مطلع ہیں کہ جس تک وہ پہنچا ہوا ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور اس حجاب سے بھی واقف ہیں کہ جس کی وجہ سے رکا ہوا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہارے گناہوں کو اور تمہارے درجات ایمان کو اور تمہارے نیک اور بد اعمال کو اور تمہارے اخلاص و نفاق کو جانتے اور پہچانتے ہیں ، اسی لیے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شہادت دُنیا و آخرۃ

---

[1] شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی : تفسیر عزیزی (اردو ترجمہ) مطبوعہ کراچی ، ۱۲۹۷ھ جلد اول ص ۳۲۹

[2] " " " " " " " " " (فارسی) پارہ دوم ، مطبوعہ مطبع محمدی لاہور ، ص ۵۱۸

ہیں بحکم شرع امت کے حق میں مقبول اور واجب العمل ہے"۔

"وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ" کی تفسیر

بعض لوگ اس آیت کی تفسیر میں شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی "تفسیر عزیزی" کا حوالہ دے کر کہتے ہیں کہ ایصالِ ثواب کی خاطر جس جانور کی نسبت کسی بزرگ کی طرف کر دی ہو وہ حرام ہے اگرچہ اسے ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا ہی نام لیا جائے۔

اس مسئلہ کی وضاحت میں ضیغم اسلام علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی اور فتاویٰ عزیزی کی داخلی شہادتوں سے ثابت کیا ہے کہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہی جانور حرام ہے جس کے ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو، محض کسی بزرگ کی نسبت کر دینے سے جانور حرام نہیں ہو جاتا، ذیل میں علامہ کاظمی کے رسالہ مبارکہ "تصریح المقال فی حل امر الاہلال" سے اس بحث کا خلاصہ نقل کیا جاتا ہے۔

"حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے تفسیر عزیزی میں انواع شرک کے تحت مشرکین کے چند فرقے شمار کئے ہیں، ان میں چوتھا فرقہ پیر پرستوں کا ہے، اس کے متعلق محدث دہلوی نے فرمایا چوتھا گروہ پیر پرست ہے، جب کوئی بزرگ کمال ریاضت اور مجاہدہ کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول دعاؤں اور مقبول شفاعت والا ہو کر اس جہان سے رخصت ہو جاتا ہے تو اس کی روح کو بڑی قوت و وسعت حاصل ہو جاتی ہے، جو شخص اس کے تصور کو واسطہ فیض بنالے یا اس کے اٹھنے بیٹھنے کی جگہ یا اس کی قبر پر سجدہ اور تذلل تام کرے (اس جگہ اصل عبارت یہ ہے۔)

■ یا در مکان نشست و برخاست او، یا بر گورا و سجود و تذلل تام نماید"

تو اس بزرگ کی روح وسعت اور اطلاق کے سبب خود بخود اس پر مطلع ہو جاتی ہے اور اسکے حق میں

دنیا اور آخرت میں شفاعت کرتی ہے۔ [1]

یہ گروہ واقعی مشرک تھا جو قبروں پر تذلل تام کے ساتھ سجدہ کرتا تھا، علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"اَلْعِبَادَۃُ عِبَارَۃٌ عَنِ الْخُضُوْعِ وَالتَّذَلُّلِ" [2]

ترجمہ: خضوع اور تذلل تام کو عبادت کہتے ہیں۔

آج کل کے خوارج کی ستم ظریفی ہے کہ وہ اولیاء اللہ کے عقیدت مند اہل سنت و جماعت کو پیر پرست کہہ کر مشرک قرار دیتے ہیں حالاں کہ عامۃ المسلمین عبادت اور انتہائی تعظیم صرف اللہ تعالیٰ کیلئے مانتے ہیں کسی دوسرے کے لیے نہیں، حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کا روئے سخن اُس گروہ مشرکین کی طرف ہے، اُن کا طریقہ یہ تھا کہ جانور کی جان دینے کی نذر شیخ سدو وغیرہ کے لیے مانتے اور اس کی تشہیر کرتے تھے پھر اسی نیت کے تحت شیخ سدو وغیرہ کے لیے خون بہانے کی نیت سے اسے ذبح کرتے تھے، ظاہر ہے کہ یہ ذبح کسی طرح حلال نہیں ہو سکتا، کم فہم لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ حضرت شاہ صاحب نے محض کسی بزرگ کی طرف نسبت کرنے کی بنا پر ان جانوروں کو حرام قرار دیا ہے، حالانکہ یہ قطعاً باطل ہے اور شاہ صاحب پر بہتان صریح ہے۔

شاہ صاحب نے تفسیر عزیزی میں اپنے موقف کی وضاحت کے لیے تین دلیلیں پیش کی ہیں۔

پہلی دلیل: یہ حدیث ہے "مَلْعُوْنٌ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰہِ" ملعون ہے جس نے غیر اللہ کے لیے ذبح کیا۔ اس حدیث میں صراحۃً لفظ ذبح مذکور ہے۔

دوسری دلیل: عقل ہے اس میں یہ تصریح ہے "وجان ایں جانور از آن غیر قرار دادہ کشتہ اند" یعنی اس جانور کی جان غیر کی ملک قرار دے کر اس جانور کو ذبح

---

[1] شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی: تفسیر عزیزی، سورۃ البقرہ، مطبوعہ لال کنواں دہلی ص ۱۲۷

[2] علامہ ابن العابدین شامی: ردالمحتار (عربی) مطبوعہ مصر جلد ۲ ص ۲۵۷

کیا ہے اس عبارت میں دو باتیں ہیں۔

۱: جانور کی جان غیر کے لیے مملوک قرار دی۔

۲: اس کو ذبح کیا۔

صاف ظاہر ہے کہ اس جانور میں اس لیے خبث پیدا ہوا کہ اسے غیر کے لیے ذبح کیا گیا ہے۔

تیسری دلیل: تفسیر نیشاپوری کی ایک عبارت ہے جس کا ترجمہ یہ ہے: کہ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر کسی مسلمان نے کوئی جانور ذبح کیا اور اس ذبح سے غیر اللہ کا تقرب (بطور عبادت) مقصود ہو تو وہ مرتد ہو گیا اور اس کا ذبیحہ مرتد کا ذبیحہ ہے۔

اس عبارت میں بھی غیر اللہ کے تقرب کی نیت سے ذبح کا ذکر ہے، ثابت ہوا کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ محض کسی اللہ تعالیٰ کے بندے کی نسبت کے مشہور کر دینے کو حرمت کا سبب قرار نہیں دیتے بلکہ ان کے نزدیک غیر اللہ کے لیے ذبح کرنے سے جانور حرام ہوتا ہے اور یہی تمام امت مسلمہ کا عقیدہ ہے۔

حضرت شاہ صاحب نے " اُھِلَّ " کا ترجمہ اگرچہ اصل لغت کے اعتبار سے یہ کیا ہے کہ آواز دی گئی ہو اور شہرت دی گئی ہو لیکن اس سے ان کی مراد وہی شہرت ہے جس پر ذبح واقع ہو، چنانچہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سورۂ بقرہ میں وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ، بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ سے پہلے ہے جب کہ سورۂ مائدہ، انعام اور نحل میں لِغَیْرِ اللّٰہِ پہلے ہے اور بِہٖ مؤخر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ باء فعل کو متعدی کرنے کے لیے ہے اور اصل یہ ہے کہ باء فعل کے ساتھ متصل ہو اور دوسرے متعلقات سے پہلے ہو، اس جگہ تو باء اپنے اصل کے مطابق لائی گئی ہے، دوسری جگہوں میں اس چیز کو پہلے لایا گیا ہے، جو جائے انکار ہے۔

"پس ذبح بقصد غیر اللہ مقدم آمدہ"

ترجمہ: لہٰذا غیر اللہ کے ارادے سے ذبح کرنے کا ذکر پہلے آیا ہے"۔ لے

اب اگر اُہِلَّ سے مراد ذبح نہیں ہے تو یہ کہنا کیسے صحیح ہوگا کہ سورۃ بقر کے علا[redacted] باقی سورتوں میں غیر اللہ کے ارادے سے ذبح کرنے کا ذکر پہلے ہے حالانکہ باقی سورتوں میں بھی ذبح کا ذکر نہیں ہے بلکہ اُہِلَّ ہی کا ذکر ہے، ثابت ہوا کہ خود شاہ صاحب کے نزدیک لغیر اللہ کا مرادی معنیٰ غیر اللہ کے لیے ذبح کرنا ہی ہے۔

مزید تائید کے لیے شاہ صاحب کی ایک اور تحریر ملاحظہ ہو، سوال یہ ہے کہ حضرت سید احمد کبیر کے لیے نذر مانی ہوئی گائے حلال یا حرام؟ اس کے جواب میں شاہ صاحب فرماتے ہیں:

"ذبیحہ کی حلت اور حرمت کا دار و مدار ذبح کرنے والے کی نیت پر ہے اگر تقرب الی اللہ کی نیت سے یا اپنے کھانے کے لیے یا تجارت اور دوسرے جائز کاموں کے لیے ذبح کرے تو حلال ہے ورنہ حرام"۔ ٢ے

غور فرمائیں کہ حضرت سید احمد کبیر کے لیے نذر مانی ہوئی گائے کو انہوں نے حرام نہیں کہا، اگر محض تشہیر اور نذر لغیر اللہ موجب حرمت ہوتی تو صاف کہہ دیتے کہ حرام ہے، یوں نہ کہتے کہ ذبح کرنے والے کی نیت اور قصد پر دار و مدار ہے۔

شاہ صاحب اس جواب میں آگے چل کر فرماتے ہیں۔

"یعنی ان کی نیت تقرب الی غیر اللہ وقت ذبح تک دائم و مستمر رہتی ہے"۔ ٣ے

ثابت ہوا کہ صرف نیت تعظیم لغیر اللہ موجب حرمت نہیں، جب تک کہ وہ نیت

لے شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، تفسیر عزیزی (فارسی) مطبوعہ دہلی ص ۶۱۱

٢ے 〃 〃 〃 فتاویٰ عزیزی (فارسی) مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۲۲ھ ص ۲۱/۱۷۰

٣ے 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ص ۲۴/۱۷۰

وقتِ ذبح تک دائم و باقی رہے۔

اس مسئلہ میں یہی شاہ صاحب اسی فتاوٰی عزیزی میں فرماتے ہیں:

"جب خون بہانا تقرب الی غیر اللہ کے لئے ہو تو ذبیحہ حرام ہو جائے گا۔ اور جب خون بہانا اللہ کے لئے ہو اور تقرب الیٰ غیر کھلانے اور نفع حاصل کرنے کے ساتھ مقصود ہو تو ذبیحہ حلال ہو جائے گا۔" [۱]

دیکھئے حلت و حرمتِ ذبیحہ میں کتنا روشن فیصلہ ہے، اس کے باوجود بھی اگر یہ کہا جائے کہ شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ محض تشہیر لغیر اللہ کو جانور کے حرام ہونے کی علت قرار دیتے ہیں، تو ایسا کہنا یقیناً شاہ صاحب پر افتراء عظیم ہوگا، ان کے نزدیک آیۂ کریمہ "وما اہل بہ لغیر اللہ" کے مرادی معنی قطعاً یہی ہیں کہ جس جانور پر "عند الذبح اہلال لغیر اللہ" کیا جائے۔

آخر میں ایک شبہ کا ازالہ ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ اولیاء کے لیے کوئی جانور نذر مانے ان سے کہا جائے کہ اس جانور کی بجائے گوشت لے کر اپنی نذر پوری کر دو، اگر وہ راضی ہو جائیں، تو وہ اپنے اس قول میں سچے ہیں کہ ہماری نیت غیر اللہ کے لیے خون بہانے کی نہ تھی، ورنہ سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ جھوٹے ہیں اور ان کی نیت یہی ہے۔ کہ غیر اللہ کی تعظیم کے لیے خون بہایا جائے۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان کے فرمان کے مطابق اس زمانے میں بھی اسی معیار پر جواز و عدم جواز کا حکم لگانا چاہیئے۔

اس شبہ کا ازالہ یہی ہے کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مقرر کردہ معیار مذکور ان لوگوں کے حق میں تو درست ہو سکتا ہے جو قبور کی عبادت کرتے تھے اور خود حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں گروہ مشرکین میں شمار کیا ہے، جیسا کہ

---

[۱] شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، فتاوٰی عزیزی (فارسی)، مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۲۲ھ ص۴۱ جلد ا

اس سے قبل تفسیر عزیزی جلد اول صد ۱۲۷ کی عبارت ہم نقل کر چکے ہیں، لیکن مسلمانوں کے حق میں یہ معیار کسی طرح درست نہیں ہو سکتا، نہ ہی حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مومنین کے لیے یہ معیار بیان فرمایا ہے، اس لیے مومن از روئے قرآن شریف اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ "لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون (تم ہرگز نیکی نہیں پا سکتے جب تک اپنی پسندیدہ اور محبوب چیز اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو۔) اور ظاہر ہے کہ پالے ہوئے جانور سے جو محبت ہوتی ہے، وہ خریدے ہوئے جانور یا گوشت سے نہیں ہو سکتی، اس لیے جو نیکی اور ثواب پالے ہوئے جانوروں کو ذبح کر کے ایصال ثواب کرنے سے حاصل ہو گا۔ وہ اس کے علاوہ دوسری چیز سے نہیں ہو سکتا۔

علاوہ ازیں اس میں شک نہیں کہ ہر ذبیحہ خواہ وہ اپنے کھانے کیلئے ذبح کیا جائے، یا بھیجنے کے لیے یا قربانی کے لیے اس کے حلال اور پاک ہونے کی شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اس کا خون خالص اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے لیے بہایا جائے اور ظاہر ہے کہ اللہ کا ذکر اور اس کی تعظیم کے لیے جو کام کیا جائے وہ نیکی اور اطاعت ہے، لہٰذا ہر وہ فعل ذبح (جس سے تعظیم خداوندی مقصود ہو) نیکی قرار پائے گا، اور ہر مسلمان کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنی نیکی کا ثواب کسی مسلمان کو بخش دے، لہٰذا صرف گوشت میں محض گوشت کا ثواب اس بزرگ کی روح کو پہنچے گا اور جانور ذبح کرنے میں گوشت کے علاوہ فعل ذبح کا ثواب ذابح کو ملا وہ بھی اس بزرگ کی روح کو پہنچ سکتا ہے۔

پس اگر ان وجوہات کی بنا پر کوئی مسلمان جانور کے عوض گوشت لینے پر راضی نہ ہو، تو اس سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ یہ مومن معاذ اللہ ولی کی تعظیم و تقرب کے لیے جانور کا خون بہانے کی نیت رکھتا ہے، نیت فعل قلب ہے، جب باطن کا حال ہمیں معلوم نہیں تو ہم کس طرح مسلمان پر معصیت کا حکم لگا دیں،

مومن کے حق میں بدگمانی کرنا حرام ہے۔

یہ خلاصہ ہے حضرت غزالی زماں ضیغم اسلام علامہ سید احمد سعید کاظمی امروہوی محدث ملتانی قدس سرہٗ (المتوفی ۱۹۸۶ء) کی تحقیق کا، یاد رہے یہ گفتگو اس وقت ہے جب یہ تسلیم کر لیا جائے کہ یہ عبارت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اور اگر اس عبارت کو الحاقی قرار دیا جائے جیسے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد حضرت شاہ رؤف احمد شاہ نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ نے فرمایا تو پھر اس گفتگو کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔

علم غیب

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سورہ جن پارہ ۲۹ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"مطلع نمی کند بر غیب خاص خود ہیچ کس را کہ رفع تلبس و اشتباہ و خطائے کلی برآں اطلاع باشد مگر کسے کہ پسند میکند و آں کس رسول باشد خواہ از جنس ملک و خواہ از جنس بشر مثل حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام او را اظہار بر غیوب خاصہ می فرماید"[1]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اپنے غیب خاص پر کسی کو اس طرح مطلع نہیں فرماتا کہ بغیر کسی شک و شبہ و خطاء کے یقینی اطلاع اسے ہو جائے مگر وہ شخص جسے اللہ پسند فرماتے اور رسول ہو، خواہ ملائکہ میں سے ہو، خواہ انسانوں میں سے جیسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس رسول کو اپنے خاص غیبوں پر مطلع فرما دیتا ہے"

عدم سایۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

---

[1] شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، تفسیر فتح العزیز، پ ۲۹، مطبوعہ دہلی ص ۲۰۶

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"سایہ ایشان بر زمین نمی افتاد۔" ؎۱

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔"

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نذر نیاز

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"حضرت امیر و ذریت ورا تمام امت برمثال پیران و مرشدان می پرستند وامور تکوینیہ را بایشان وابستہ می دانند وفاتحہ و درود وصدقات ونذر و منت بنام ایشان ـــــ رائج و معمول گردیدہ چنانچہ با جمیع اولیاء اللہ ہمین معاملہ است"۔ ؎۲

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ اور آن کی اولاد پاک کو تمام افراد امت پیروں اور مرشدوں کی طرح مانتے ہیں، امور تکوینیہ کو ان حضرات کے ساتھ وابستہ جانتے ہیں اور فاتحہ درود وصدقات اور نذر نیاز ان کے نام کی ہمیشہ کرتے ہیں جیسا کہ تمام اولیاء اللہ کا یہی طریقہ و معمول ہے۔" ؎۳

فوت شدہ بزرگوں کا وسیلہ

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب "بستان المحدثین" میں علامہ محدث یحییٰ بن یحییٰ مصمودی اندلسی علیہ الرحمۃ (م ۲۳۴ھ) کے حالات میں لکھتے ہیں:۔

؎۱ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، تفسیر فتح العزیز، پارہ ۳۰، مطبوعہ دہلی ۱۳۱۱ھ، ص ۲۱۹

؎۲ " " " "، تحفہ اثنا عشریہ (فارسی) مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء، ص ۲۱۴

؎۳ مشہور دیوبندی ناشر نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی نے تحفہ اثناء عشریہ کا جو اردو ... بقیہ ۲۷

"دو قبر او در قرطبہ است مردم در وقتِ قحط بادی استسقاء میکنند و تبرک میخواہند" ۱ے

ترجمہ: قرطبہ ان کی قبر ہے خشک سالی میں ان کے طفیل سے لوگ بارش اور برکت طلب کرتے تھے"

بزرگوں کے طفیل بلاؤں کا دور ہونا

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، بستان المحدثین میں شیخ قاضی حسین بن اسمٰعیل بن محمد طیبی محاملی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی سنہ ۳۳۰ھ) کے متعلق لکھتے ہیں:

"محمد بن الحسین کہ یکے از بزرگان آں عہد بود گفتہ است کہ من بخواب دیدم کہ گویا گویندہ می گوید حق تعالیٰ از اہل بغداد ببرکت محاملی بلا را دفع می کنند" ۲ے

ترجمہ: محمد بن حسین نے جو اس عہد کے بزرگ شخص ہیں، بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ حق تعالیٰ اہل بغداد پر سے حضرت محاملی علیہ الرحمۃ کے طفیل اور ان کی برکت سے بلا کو دفع کرتا ہے۔

علم اولیاء اللہ

(بقیہ صفحہ ۲۶) شارح کیلئے اس میں اس عبارت کا ترجمہ غائب کر دیا ہے۔

۱ے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، بستان المحدثین (فارسی، اردو) مطبوعہ کراچی ۱۹۸۴ء صفحہ ۳۹

۲ے " " " " " " " " صفحہ ۱۱۹

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، بستان المحدثین میں لکھتے ہیں :۔

"علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی مصری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۵۲ھ) کے والد کی اولاد زندہ نہ رہتی تھی، وہ ایک دن شکستہ خاطر اور رنجیدہ ہو کر مشہور صاحب کرامت ولی اللہ حضرت صناقبری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو شیخ نے فرمایا، تیری پشت سے ایک فرزند پیدا ہو گا جو اپنے علم سے دُنیا کو مالامال کر دے گا۔" [1]

علم اولیاء اللہ بعد از وفات

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، بستان المحدثین میں امام محدث حمیدی علیہ الرحمۃ کے متعلق لکھتے ہیں :

"۱۷ ذی الحجہ ۴۸۸ھ کو حمیدی کی وفات ہوئی، مشہور شافعی فقیہہ ابوبکر شاشی نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، شیخ ابو اسحاق شیرازی کی قبر کے نزدیک انہیں دفن کیا گیا، وفات سے قبل آپ نے کئی بار مظفر کو جو بغداد کا رئیس تھا، یہ وصیت کی تھی کہ مجھے بشر حافی علیہ الرحمۃ کے پاس دفن کرنا، اس نے کسی وقتی مانع کے سبب سے ان کی وصیت کے خلاف عمل کیا، اس نے خواب میں دیکھا کہ حمیدی اس سے اس امر کا گلہ اور شکایت کرتے ہیں، ناچار ماہ صفر ۴۹۱ھ میں اس جگہ سے منتقل کر کے حضرت بشر حافی علیہ الرحمۃ کے پاس دفن کیا گیا، یہ حمیدی کی کرامت ہے کہ ان کا کفن تازہ اور بدن بالکل صحیح و سالم تھا اور بہت دُور تک اس کی خوشبو مہک رہی تھی۔" [2]

تصرف و استمداد بعد از وصال

---

[1] شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، بستان المحدثین (فارسی، اردو) مطبوعہ کراچی ۱۹۸۱ء ص ۳۰۰

[2] " " " " " " " " " " " ص ۲۱۱

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ، بستان المحدثین میں لکھتے ہیں:

حضرت ابوالعباس احمد بن احمد بن محمد بن عیسیٰ برلسی زروق فاسی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۹۹ھ) کا ایک قصیدہ ہے جو کہ قصیدہ جیلانیہ (قصیدہ غوثیہ) کی طرز پر ہے جس کے بعض ابیات یہ ہیں:

انا لمریدی جامع لشتاتہ ∴ اذا ما سطا جور الزمان بنکبتہ

وان کنت فی ضیق و کرب و حشتہ ∴ فناد بیا زروق ات بسرعتہ

ترجمہ: میں اپنے مُرید کی پریشان حالی کو تسلّی دینے والا ہوں، جب زمانہ نحبت وادبار سے اس پر حملہ آور ہو۔

اگر تو کسی تنگی بے چینی اور وحشت میں ہو تو یا زروق کہہ کر پکاریں فوراً آموجود ہوں گا۔" ۱

مزار پر قبّہ (گنبد)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ بستان المحدثین میں لکھتے ہیں:

" مشہور محدث شیخ شمس الدین محمد بن یوسف بن علی بن عبدالکریم کرمانی بغدادی شارح بخاری علیہ الرحمۃ (المتوفی ۷۸۶ھ) نے اپنے زمانہ حیات میں ہی اپنے لیے قبر اور عاقبت خانہ حضرت شیخ ابواسحاق شیرازی بغدادی علیہ الرحمۃ کے مزار کے جوار میں بنا لیا تھا اور اس کے اوپر ایک قبہ بھی تعمیر کرا لیا تھا، چنانچہ اسی میں دفن کئے گئے۔" ۲

قبر پر چراغ جلانا

---

۱ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، بستان المحدثین (فارسی، اردو) مطبوعہ کراچی ۱۹۸۴ء صفحہ ۳۲۲

۲ " " " " " " " " " " صفحہ ۳۰۱

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"قبر پر چراغ جلانا تزئین اور تشہیر کی غرض سے صحیح حدیث میں منع ہے لیکن اگر اس غرض سے چراغ جلایا جائے کہ وہاں دعا پڑھنا مقصود ہو یا زائرین کے اجتماع کے وقت بقدر ضرورت دو ایک چراغ روشن کیے جائیں تو اس میں مضائقہ نہیں۔" [1]

قبروں پر پھول ڈالنا

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"پھول اور خوشبو کی چیز قبر پر رکھنا اس سے ماخذ ہے کہ میت کے کفن میں کافور وغیرہ خوشبو کی چیزیں لگانا شرعاً ثابت ہے اور بعد دفن کے تو میت قبر کے اندر رہتی ہے، البتہ یہ چیزیں قبر پر رکھنے سے اس میت کی بہت مشابہت جدید میت کے ساتھ ہوتی ہے، تو احتمال ہے کہ خوشبو کی چیز قبر پر رکھنے سے میت کو سرور ہوتا ہے، اس واسطے کہ اس حالت میں روح کو خوشبو سے لذت حاصل ہوتی ہے اور روح تو باقی رہتی ہے، اگرچہ وہ حاسہ جن کے ذریعہ سے خوشبو روح کو زندگی میں پہنچتی ہے، بعد موت کے حالت حیات کے مانند باقی نہیں رہتا، لیکن یہ امر قیاس سے معلوم ہوتا ہے کہ شرعاً ثابت ہے، کہ میت کو بعد موت کے لذت اور خوشی معلوم ہوتی ہے، چنانچہ حدیث میں آیا ہے فیاتیہ روحہا وطیبہا یعنی پہنچتی ہے میت کو سرور ہوا بہشت کی اور خوشبو بہشت کی اور شہداء کے حق میں قرآن میں وارد ہے "یرزقون فارحین" یعنی

---

[1] شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، فتاوی عزیزی (اردو) مطبوعہ کراچی ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء، ص ۱۸۰

شہداء کو روزی دی جاتی ہے۔ اور وہ خوش ہوتے ہیں تو اس سے ثابت ہو سکتا ہے کہ قبر پر خوشبو رکھنے سے میت کو سرور ہو سکتا ہے۔ [1]

عُرس کا دن مقرر کرنا

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

"عُرس کا دن اگر اس غرض سے مقرر کیا جائے کہ جس بزرگ کا عُرس ہو وہ یاد رہیں اور اس وقت ان کے حق میں دُعا کی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں" [2]

بزرگوں کی فاتحہ

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

"اگر کوئی شخص مالیدہ اور شیر برنج کسی بزرگ کی فاتحہ کے لیے پکا کر کھلاوے اور اس سے اس بزرگ کی رُوح کو ثواب پہنچانا مقصود ہو تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں یہ جائز ہے" [3]

کھانے پر فاتحہ درود

"جس کھانے کا ثواب حضرات امامین رضی اللہ عنہم کو پہنچایا جائے اور اس پر فاتحہ وقل و درود پڑھا جائے وہ کھانا تبرک ہو جاتا ہے اس کا کھانا بہت خوب ہے" [4]

---

[1] فتاویٰ عزیزی (اردو) طبع کراچی ص۱۵۲ [2] " " " " " " " " ص۱۵۱

[3] " " " " " " " ص۱۵۸ [4] " " " " " " ص۱۶۷

مجلسِ ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم و مجلس شہادت رضی اللہ عنہ

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

"سال میں دو مجلسیں فقیر کے مکان میں منعقد ہوا کرتی ہیں، مجلس ذکر وفات شریف اور مجلس شہادت حسین اور یہ مجلس بروز عاشورہ یا اس سے دو ایک دن قبل ہوتی ہے۔ چار پانچ سو آدمی بلکہ ہزار آدمی جمع ہوتے ہیں اور درود شریف پڑھتے ہیں، اس کے بعد جب فقیر آتا ہے تو لوگ بیٹھتے ہیں اور فضائل حسنین رضی اللہ عنہما کا ذکر جو حدیث شریف میں وارد ہے، بیان کیا جاتا ہے .... پھر ختم قرآن مجید کیا جاتا ہے اور پنج آیات پڑھ کر کھانے کی جو چیز موجود رہتی ہے اس پر فاتحہ کیا جاتا ہے اور اس اثنا میں اگر کوئی شخص خوش الحان سلام پڑھتا ہے یا شرعی طور پر مرثیہ پڑھنے کا اتفاق ہوتا ہے تو اکثر حضار مجلس اور اس فقیر کو بھی حالت رقت اور گریہ طاری ہو جاتی ہے، اس قدر عمل میں آتا ہے، اگر یہ سب فقیر کے نزدیک اس طریقہ سے جس کا ذکر کیا گیا ہے، جائز نہ ہوتا تو ہرگز فقیر ان چیزوں پر اقدام نہ کرتا"[1]

قبر میں شجرۂ طریقت رکھنا

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

"شجرہ قبر میں رکھنا بزرگوں کا معمول ہے اور اس کا دو طریقہ ہے، اول یہ کہ مردہ کے سینہ پر کفن کے اندر یا کفن کے اوپر رکھیں اور اس طریقہ کو فقہا منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مردہ کے بدن سے خون اور ریم بہتا ہے اور اس سے بزرگوں

[1] شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، فتاوی عزیزی (اردو) مطبوعہ کراچی ۱۹۷۳ء، صفحہ ۱۷۱

کے نام کے بارہ میں بے ادبی ہوتی ہے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مُردہ کے سرہانے قبر میں چھوٹا سا طاق بنالیں اور اس میں شجرہ کا کاغذ رکھ دیں۔" ؎۱

وظیفہ درود شریف

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"نماز عشاء کے بعد دُرود شریف چاہے کوئی دُرود شریف ہو سو مرتبہ مدینہ منورہ کی طرف رُخ کرکے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک کو حاضر ناظر خیال کرکے پڑھنا چاہیئے۔" ؎۲

ردّ تقویت الایمان

مولانا مخصوص اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ (م ۱۲۷۳ھ / ۱۸۵۶ء) ابن مولانا شاہ رفیع الدین دہلوی علیہ الرحمۃ (م ۱۲۳۳ھ / ۱۸۱۸ء)، مولانا شاہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمۃ (م ۱۲۸۹ھ / ۱۸۷۲ء) کے ایک مکتوب کے جواب میں لکھتے ہیں۔

"پانچویں بات کا جواب یہ ہے کہ بڑے عم بزرگوار (شاہ عبدالعزیز) کہ وہ بینائی سے معذور ہوگئے تھے، اس تقویۃ الایمان کو سنا، یہ فرمایا! اگر بیماریوں سے معذور نہ ہوتا تو اثنا عشریہ کا سا جواب اس کا ردّ بھی لکھتا۔" ؎۳

قُل خوانی:-

؎۱ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، فتاویٰ عزیزی (اردو) مطبوعہ کراچی ۱۹۷۳ء ص ۱۸۱

؎۲ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ص ۱۴۷

؎۳ شاہ ابوالحسن زید فاروقی دہلوی، مولانا اسمٰعیل دہلوی اور تقویت الایمان طبع لاہور ۱۴۰۴ھ / ۱۹۸۴ء ص ۱۰۳

شاہ عبد العزیز محدثِ دہلوی علیہ الرحمۃ اپنے والد ماجد شاہ ولی اللہ محدثِ دہلوی علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد تیجہ (سوم) کا حال بیان کرتے ہیں:

ہشتاد و یک ختم کلام اللہ بشمار آمد، و زیادہ ہم شدہ باشد وکلمہ را حصر نیست[1]

ترجمہ: تیجہ کے روز آدمیوں کا ہجوم اس کثرت سے تھا کہ شمار میں نہیں آسکتا اکیاسی ختم کلام اللہ شریف شمار میں آئے اور شاید اور بھی زیادہ ہو گئے ہوں اور کلمہ کی تو کوئی انتہا ہی نہیں۔

---

[1] ملفوظات شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، مطبوعہ مجتبائی میرٹھ ۱۳۱۴ھ / ۱۸۹۶ء صفحہ ۸۰

تأثرات

شیخ سید محسن بن یحییٰ ترہتی

"وہ کمال اور شہرت کے ایسے مقام کو پہنچے کہ تم دیکھتے ہو لوگ بلادِ ہند میں اپنا ان سے انتساب کرنا فخر سمجھتے ہیں، بلکہ اپنے آپکو ایسے رشتے میں منسلک کرنے میں جو ان کے شاگردوں پر منتہی ہوتا ہے قابلِ فخر خیال کرتے ہیں، ان کے خصائل حمیدہ اور اخلاق فاضلہ ایسے ہیں کہ جن میں ان کے عام معاصرین ان سے مقابلہ کی تاب نہیں رکھتے۔" [۱] (عربی سے ترجمہ)

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی

"شاہ عبدالعزیز بن شیخ اجل ولی اللہ محدث دہلوی بن شیخ عبدالرحیم عمری رحمہم اللہ، استاذ الاساتذہ، امام نقاد، بقیۃ السلف، حجۃ الخلف اور دیار ہند کے خاتم المفسرین و محدثین تھے اور ..... اپنے وقت میں علماء و مشائخ کے مرجع تھے، تمام علوم متداولہ اور غیر متداولہ میں خواہ فنون عقلیہ ہوں یا نقلیہ ان کو جو دستگاہ حاصل تھی وہ بیان سے باہر ہے۔" [۲]

---

[۱] شیخ محسن بن یحییٰ ترہتی، الیانع الجنی فی اسانید عبدالغنی، مطبوعہ دہلی ۱۳۴۹ھ صفحہ ۷۸

[۲] نواب صدیق حسن خان قنوجی، اتحاف النبلاء، مطبوعہ کانپور ۱۲۸۸ھ، صفحہ ۲۹۶

سید عبدالحی حسنی ندوی

"(شاہ عبدالعزیز) اپنے علم و فضل، آداب، ذکاوت، ذہانت، فہم و فراست اور سرعت حافظہ میں عالم کے اندر یگانہ روزگار علماء میں سے تھے"

(عربی سے اُردو) ۱؎

سر سید احمد خاں

"اعلم العلماء، افضل الفضلاء، اکمل الکملاء، عارف العرفاء، اشرف الافاضل فخر الاماجد والاماثل، رشک سلف، داغ خلف، افضل المحدثین، اشرف العلماء ربانیین مولانا و بالفضل اولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہ العزیز، ذات فیض سمات ان حضرت بابرکت کی فنون کسبی و وہبی اور مجموعہ فیض ظاہری و باطنی تھی" ۲؎

مولوی عبدالقادر

مولانا شاہ عبدالعزیز، علم تفسیر، حدیث، فقہ، سیرت اور تاریخ میں شہرہ آفاق تھے" ۳؎

مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی

"بڑے بڑے علماء آپ کی

۱؎ عبدالحی حسنی ندوی، نزہۃ الخواطر، مطبوعہ حیدر آباد دکن ۱۳۷۶ھ جلد ۷، صفحہ ۲۶۸

۲؎ محمد اسماعیل پانی پتی، مقالات سرسید، حصہ شانزدہم، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۵ء ص ۱، ۲۷

۳؎ علم و عمل (وقائع عبدالقادر خانی) مطبوعہ کراچی ۱۹۶۰ء، جلد اول، صفحہ ۲۰۶

شاگردی پر فخر کرتے ہیں اور فضلاء آپ کی تصنیف کردہ کتابوں پر کامل بھروسہ رکھتے ہیں۔" [1]

مولوی محمد سرفراز خاں گکھڑوی

"بلاشبہ مسلکِ دیوبند سے وابستہ جملہ حضرات شاہ عبد العزیز صاحب کو اپنا روحانی پیشوا تسلیم کرتے ہیں اور اس پر فخر بھی کرتے ہیں، بلاشبہ دیوبندی حضرات کے لیے حضرت شاہ عبد العزیز صاحب کا فیصلہ حکم آخر کی حیثیت رکھتا ہے۔" [2]

---

[1] محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، تاریخ اہلحدیث، مطبوعہ سرگودھا، سن طباعت ندارد، ص ۲۸۸

[2] محمد سرفراز خاں گکھڑوی، اتمام البرہان، حصہ اول، مطبوعہ گوجرانوالہ ۱۹۸۱ء ص ۱۳۸

اعلیٰحضرت عظیم البرکۃ مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں

ایمان کے حقیقی و واقعی ہونے کو دو باتیں ضرور ہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو تمام جہان پر تقدیم، تو اس کی آزمائش کا یہ صریح طریقہ ہے کہ تم کو جن لوگوں سے کیسی ہی تعظیم، کتنی ہی عقیدت، کتنی ہی دوستی کیسی ہی محبت کا علاقہ ہو، جیسے تمہارے باپ، تمہارے اُستاد، تمہارے پیر، تمہاری اولاد، تمہارے بھائی، تمہارے احباب، تمہارے بڑے، تمہارے اصحاب، تمہارے مولوی، تمہارے حافظ، تمہارے مفتی، تمہارے واعظ وغیرہ وغیرہ کسے باشد، جب وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں گستاخی کریں اصلاً تمہارے قلب میں ان کی عظمت ان کی محبت کا نام و نشان نہ رہے فوراً ان سے الگ ہو جاؤ، ان کو دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو، ان کی صورت، ان کے نام سے نفرت کھاؤ، پھر نہ تم اپنے رشتے علاقے، دوستی، اُلفت کا پاس کرو نہ اس کی مولویت، مشیخت، بزرگی، فضیلت کو خاطر میں لاؤ کہ آخر یہ جو کچھ تھا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی غلامی کی بنا پر تھا جب یہ شخص ان ہی کی شان میں گستاخ ہوا پھر ہمیں اس سے کیا علاقہ رہا؟ اس کے جبے عمامے پر کیا جائیں، کیا بہتیرے یہودی جُبے نہیں پہنتے؟ عمامے نہیں باندھتے؟ اس کے نام و علم و ظاہری فضل کو لے کر کیا کریں؟ کیا بہتیرے پادری، بکثرت فلسفی بڑے بڑے علوم و فنون نہیں جانتے اور اگر یہ نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل تم نے اس کی بات بنانی چاہی اس نے حضور سے گستاخی کی اور تم نے اس سے دوستی نباہی یا اسے ہر بُرے سے بدتر بُرا نہ جانا یا اسے بُرا کہنے پر بُرا مانا یا اسی قدر کہ تم نے اس امر میں بے پروائی منائی یا تمہارے دل میں اس کی طرف سے سخت نفرت نہ آئی تو للہ اب تم ہی انصاف کر لو کہ تم ایمان کے امتحان میں کہاں پاس ہوئے۔ قرآن و حدیث نے جس پر حصولِ ایمان کا مدار رکھا تھا اس سے کتنی دُور نکل گئے۔ مسلمانو! کیا جس کے دل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہو گی وہ ان کے بدگو کی وقعت کر سکے گا اگرچہ اس کا پیر یا اُستاد یا پدر ہی کیوں نہ ہو، کیا جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہان سے زیادہ پیارے ہوں وہ ان کے گستاخ سے فوراً سخت شدید نفرت نہ کرے گا اگرچہ اس کا دوست یا برادر یا پسر ہی کیوں نہ ہو، واللہ اپنے حال پر رحم کرو۔

(تمہید ایمان صـ۶-۷ مطبوعہ لاہور)

ادارہ معارف نعمانیہ

از سید عارف محمود مہجور رضوی (گجرات)

جاں فزا و روح پرور گلشنِ نعمانیہ — نور افشاں ہے سراسر گلشنِ نعمانیہ

طالبِ احکامِ سنّت ، ناشرِ وحیِ الٰہ — گم رہوں کا ہے یہ رہبر گلشنِ نعمانیہ

نکہتیں پھیلی ہیں ہر سو اس سے علم و فضل کی — کر گیا ہر شے معطّر گلشنِ نعمانیہ

اسکے ہر انداز میں تبلیغِ دیں کی تابشیں — ہے فروزاں آج گھر گھر گلشنِ نعمانیہ

کر رہا ہے حق ادا یہ دین کی تبلیغ کا — کیوں نہ ہو پھر ہر زباں پر گلشنِ نعمانیہ

ہے امامِ بوحنیفہ کا خصوصی فیض یہ — آج ہے ہم کو میسّر گلشنِ نعمانیہ

بن گیا مہجورؔ ہے یہ کاوشِ احباب سے
علم و عرفاں کا مقدّر گلشنِ نعمانیہ